بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکارِ اسلاف

مفکرِ اسلام شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہمہ گیر انقلابی پروگرام اور سید احمد شہیدؒ کے متاعِ بے بہا کو لیکر علماء دیوبند کا قافلہ ایک صدی سے زائد مدت کی مسافت طے کرچکا ہے، اس رواں دواں قافلے کا مقصود مطلوب خدا کے آخری نظامِ حیات کو رائج کرنے کے علاوہ ہر باطل انقلاب سے برسرِ پیکار ہوکر اسلام کی ابدی صداقتوں کو ہر شعبۂ حیات میں دائم و قائم رکھنا بھی ہے۔ برصغیر سے ایک اجنبی کافر طاقت کا اخراج مقصود نہیں بلکہ حصولِ مقصود کا ایک ذریعہ تھا۔ جہادِ آزادی و حریت کے ساتھ ساتھ ان کی خدمات اور اہداف و مقاصد کا سلسلہ اتنا دبیز اور دراز ہے کہ جس کا استقصاء نہیں کیا جاسکتا۔ جہاد و سیاست کے میدان میں یہ سرخیل رہے۔ اسلامی معاشرت تمدن کی نشو و نما اور حفظ و بقاء کے کام میں ایک ایک سنت کیلئے کبھی کبھار پوری زندگی قربان کردی گئی، اعداء اسلام اور فرقِ باطلہ کے استیصال اور تعاقب میں یہ لوگ آخری سرحدوں سے دشمن کو نکال کر دم لیتے تھے برصغیر میں عیسائیت کی اولین یلغار کے سامنے فولادی دیوار بن گئے۔ تجدد، ماڈرن ازم اور نیچریت کا فتنہ اٹھا تو یہی لوگ تھے جو میدان میں کود گئے، پھر جب ایک اجنبی کافر حکمران طاقت انگریز کی تہذیب و تمدن و معاشرت سے مصالحت کرانے والے "مصلحین" اور نام نہاد "ہمدردانِ ملت" پوری ہلاکت آفرینیوں سے میدان میں آئے، تو اس کے خلاف ملائیت اور دقیانوسیت کی طنز و تشنیع اور ہر طرح کے مذاق کو سہتے ہوئے یہی جماعت تھی جو پوری جرأت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ سپر ہوگئی۔ اور برصغیر کے مسلمانوں کو "کالا انگریز" بن جانے سے روکدیا ورنہ مصلحین کی صلح جوئیوں کے نتیجہ میں آج لارڈ میکالے کی حسرت پوری ہو چکی تھی۔ اور برصغیر کا ہر باسی دل و دماغ سے انگریز اور عیسائی ہوتا۔ صرف شکل و شباہت ہندوستانی رہ گئی ہوتی، آریہ سماج اور ہندویت کا بت توڑنے کیلئے یہی لوگ قریہ قریہ بستی بستی مناظروں اور مباحثوں کی شکل میں پھیل گئے۔ جعلی استعماری نبوت "قادیانیت" کی متعفن لاش کو ٹھکانے لگانے میں اس طبقہ کا تقریباً صدی بھر جہد مسلسل شامل ہے۔ مذہب بیزار اور خدا بیزار مادی تعلیم کا طوفان اٹھا تو اس جماعت نے بے سروسامانی اور بے کسی کے باوجود اسلامی علوم و فنون اور دینی تعلیم کیلئے ایک پورا متوازی نظام قائم کردیا۔ اور نہ صرف ملک بلکہ بیرون ملک بھی قرآن و سنت کی نشرگاہیں اور انسانیت کی تربیت گاہیں قائم کیں، اسلام کی تشریح و ترجمانی اور علوم اسلامیہ کی ترویج و فروغ میں قرطاس و قلم کے ذریعہ جو عظیم سرمایہ فراہم کیا گیا اسکی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ مرتب و مدون نہ

ہونے کی وجہ سے دنیا کو نہ ہو سکا، ورنہ اگر علماء دیوبند کی تصانیف اور کتابوں کا کیٹیلاگ مرتب ہو جاتے تو بلا مبالغہ اور محتاط جائزے کی بنا پر "تصانیف علماء دیوبند" کی فہرست اور جمالی تعارف سے بھی کشف الظنون للچلپی اور ابن ندیم کی الفہرست سے بڑھ کر ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ افسوس کہ اس کام کیطرف بہت پہلے توجہ دی جانی چاہئے تھی مگر ایسا نہ ہو سکا۔ فضلاء دارالعلوم دیوبند اور دیوبند کے بالواسطہ یا بلاواسطہ علماء کی چھوٹی بڑی تصانیف مدونات شروح وتراجم جن کا سلسلہ پاک وہند وبنگلہ دیش کے علاوہ افغانستان، مشرق بعید، مشرق وسطی تک دراز ہے۔ کی ایک مکمل اور مفصل فہرست ضروری کوائف (مصنف، کتاب، موضوع، زبان، صفحات، سائز اور ناشر وغیرہ) کے ساتھ مدون کرانا وقت کا ایک اہم فریضہ ہے جس سے نہ صرف اپنوں بلکہ یورپ کے مستشرقین کی آنکھیں بھی کھل جائیں گی۔ کہ اس جماعت نے بے سروسامانی اور تنظیم کے بغیر علمی اور اسلامی لٹریچر میں کتنا عظیم اضافہ کیا۔ ناچیز کا ایک محتاط اندازہ یہ ہے کہ اس صدی سوا صدی میں دنیا بھر میں علماء دیوبند کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جائے گی، اس عظیم کام کی تدوین وترتیب اور احاطہ واستقصاء کیلئے بہت بڑے وسائل، رجال کار اور ایک عظیم اکیڈمی کی ضرورت ہے، اور معلومات کی فراہمی میں پورے دیوبندی مکتب فکر بلکہ علمی ذوق رکھنے والے ہر علم دوست انسان کے تعاون کی بھی کہ وہ اپنی حد تک چھوٹی بڑی ایسی تمام کتابوں کا سروے کرکے اس ادارہ کو صحیح معلومات فراہم کریں، ایسے دائرۃ المعارف اور دیوبندی کتب کے انسائیکلوپیڈیا کے سامنے آجانے سے دیوبندی مکتب فکر کے طلباء اور اہل علم کو اپنے عظیم اسلاف کے علمی وفکری کام سے تعارف بھی ہو جائے گا۔ اور احساس کہتری کے تمام پردے بھی ہٹ جائیں گے۔ کاش! ایک پورا ادارہ اس کام میں لگ جاتا لیکن ادارہ نہ ہو تو کیا افراد کی ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں ہماری تاریخ ایسے افراد سے بھی تو بھری ہوئی ہے جنہوں نے ایک ذات سے پوری اکیڈمیوں کا کام کیا۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو اور طلب وجستجوئے صادق اور جوشِ عمل کا سرمایہ بھی ساتھ ہو۔ گو احقر ان تمام معنوی وظاہری وسائل سے یکسر عاری ہے اور بے مائگی علم وعمل کے ساتھ نہایت کثیر الاشغال بھی مگر توکلاً علی اللہ تصانیف علماء دیوبند کی ایک جامع فہرست کی جمع وتدوین کا کام ابتدائی طور پر شروع کرا دیا گیا ہے۔ اس پہلے مرحلہ میں پورے طبقہ اور جماعت کا فریضہ اپنے طور پر معلومات کی فراہمی کا ہے۔ بالخصوص بھارت بنگلہ دیش افغانستان عالم عرب، افریقہ اور مشرق بعید میں پھیلے ہوئے علماء وفضلاء دیوبند اور ان کے کونا کوں قومی وعلاقائی زبانوں میں تصانیف کے بارہ میں معلومات کو سمیٹنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں اور بھرپور تعاون کا محتاج ہے۔

بہر حال یہ تو ویسے ایک ضمنی بات تھی جو بر سبیل تذکرہ آگئی، یہی حال علماء دیوبند کی نگرانی ادارت اور سرپرستی یا ان کے قلم سے جاری ہونے والے ماہنامہ سہ ماہی، پندرہ روزہ، ہفت روزہ، روزنامہ اخبارات وجرائد اور مجلات کا ہے۔ جو لوگ علماء دیوبند کو تحریر وصحافت کے نام سے ناآشنا قرار دیتے ہیں، اگر اس صدی میں علماء

دیوبند کی صحافتی خدمات کی تاریخ اور دیوبندی علماء و اہلِ قلم کے مجلّات و رسائل کا ایک جائزہ مرتب کیا جائے تو یہ بات بہت لوگوں کیلئے موجب حیرت ہوگی کہ یہ فہرست پانچ چھ سو سے کم نہ ہوگی ۔ یہ تو کام کے کچھ رُخ تھے ، رہ گئے رجال کار اور شخصیات تو ان میں سے کتنے ہیں جن کی زندگی ، خدمات اور آثار کیلئے کئی کئی اکیڈمیاں ناکافی ہیں ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ، شیخ الہندؒ ، مولانا اشرف علی تھانویؒ ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ ، مولانا حسین احمد مدنیؒ اور بیشمار اعیان و اساطین ہیں جن کے علوم و معارف اور خدمات سے موجودہ دور کی نئی نسل کو فکری و عملی میدانوں میں رہنمائی مل سکتی ہے ۔ بانئ دیوبند حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنے علوم و معارف اور اسلام کی ترجمانی اور دفاع کے لحاظ سے ایک نئے علم کلام کے بانی سمجھے جاتے ہیں ، ایک عظیم عالم کی زبان میں انہوں نے آنے والے کئی سو سال تک اسلام کو دشمنانِ اسلام کے علمی و فکری حملوں سے محفوظ کر دیا ، جہاد کے میدان میں کمانڈر انچیف کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں احیاء سنت کے لئے وہ عہد صحابہؓ جیسی مثالیں پیش کرتے ہیں ، سادگی فنائیت عظمت اخلاق میں وہ خیر القرون جیسی معیاری زندگی رکھتے ہیں مگر ہمارے مدارس عربیہ میں کتنے علماء اساتذہ اور طلبہ ہیں ؟ جنہیں اپنے اس حجۃ الاسلامؒ کے علوم و احوال کا علم ہے ، کتنے طلبہ ہیں جنہیں ایک ہزار سے زائد کتابوں کے مصنّف حکیم الامۃ کی دو ایک کتابوں کے مطالعہ کا بھی اتفاق نہیں ہوا کتنے اخلاص و حمیّت سے سرشار فعّال اور پُرجوش کارکن ہیں جنہیں شیخ الہندؒ کی ہمہ گیر بین الاقوامی تحریک کا کوئی ایک گوشہ بھی معلوم نہیں ۔

دیوبند کے صد سالہ جشن کے موقع پر حقیقی کام یہی ہے کہ دیوبند کے کام سے اپنوں اور پرایوں کو آگاہ کیا جائے ، بھارت غیروں کا ملک ہے وہاں مولانا انور شاہ کشمیریؒ پر سیمینار ہو رہے ہیں ۔ وہاں کے ریڈیو اور ذرائع ابلاغ سے مستقل پروگرام اور فیچر نشر ہوتے ہیں ۔ اور ہمارے ہاں اس محاذ پر جو جمود اور سکوت مرگ ہے ۔ اس جرم کے شکوے کی سزا بھی مرگ مفاجات سے کم نہیں ، مگر کیا اپنے طور پر ہم کچھ نہیں کر سکتے ؟ مدارس کے طلباء کیلئے اس موضوع پر ایک اضافی پرچہ شامل کرانا چاہئیے اپنے اکابر کے علوم پر مقالات مرتب کروا سکتے ہیں ۔ توسیعی لیکچر دئے جا سکتے ہیں مدارس اور کالجوں میں ہمارے طلبہ کی تنظیمیں معلوماتی تقریبات منعقد کر سکتی ہیں اپنے وسائل اور رسوخ کے دائرہ میں اخبارات و جرائد میں مضامین لکھ سکتے ہیں ۔ دیوبندی مکتب فکر سے وابستہ افراد تنظیمیں اور جماعتیں ملک بھر میں تعارفی سیمینار منعقد کرا سکتے ہیں ، جسکی ایک مثال فیصل آباد میں ایسے ایک کامیاب اجتماع کی شکل میں سامنے آچکی ہے ۔ اور حکیم الامت تھانویؒ کی یاد میں لاہور میں ایک تقریب کا اعلان ہو چکا ہے ۔ اسی طرح عالم عرب کو اکابر علماء دیوبند کے علوم و معارف سے روشناس کرانے کیلئے بڑی سطح پر کام کی ضرورت ہے یہ کام عربی رسائل اور مجلات کے ذریعہ بھی ہو سکتا تھا ، مگر بدنصیبی سے پورے پاکستان سے ایک بھی عربی پرچہ نہیں نکل رہا جو ہم سب کیلئے لمحۂ فکریہ ہے ۔ اب ایک طویل غفلت کے بعد مادر علمی دار العلوم دیوبند سے الداعی کے نام سے ایک پندرہ روزہ جریدہ شائع ہونے لگ گیا ہے جو بسا غنیمت ہے ۔ بہرحال یہ اور اسطرح کے بیشمار کام کے شعبے اور زاویے ہیں جن پر فکر و عمل کی صلاحیتیں مرکوز کرنی چاہئیں ۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق